سائل آپؐ کے دروازے سے خالی نہیں لوٹتا - غزوات میں آپؐ حلم و شجاعت کا پیکر بنے رہتے تھے، آپؐ کی جلالت آواز نے جنگِ اُحد میں مسلمانوں کی شکست کو فتح سے بدل دیا - طائف کے اشرار میں آپ کی بے باکانہ تبلیغ، مکہ معظمہ سے ہجرت کے موقع پر غارِ ثور میں، جب کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی خوف زدہ تھے، آپ کی استقامت ایمانی اور یثرب (مدینہ منورہ) میں سخت خطرات کے موقعوں پر دوسروں کی حفاظت کی خاطر آپ کی مقدس سرگرمیاں (مثلاً ایک اندھیری رات میں جب اہلِ یثرب دشمن کے متوقع حملے کے پیشِ نظر خوف و ہراس کے عالم میں تھے، لوگوں نے یہ دیکھا کہ پیغامبرِ حق تنِ تنہا گھوڑے پر سوار اور شمشیر بدست، نواحِ شہر کے لوگوں کی خبر گیری اور احوال پرسی فرما کر لوٹے ہیں) سب فتوت کے واقعات ہیں - سیرتِ پاک کا مطالعہ کریں تو آپؐ عفو و بخشش کا بحرِ بے کراں نظر آتے ہیں - فتح مکہ کے عظیم واقعہ کو ہی لے لیں - اس فتحِ عظیم میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے راستے میں مزاحمت کرنے والے صرف چند لوگ مارے گئے، ورنہ فاتحِ قلوبؐ نے عفوِ عام کا اعلان فرما دیا تھا[۱۵] فتح مکہ کے بعد سالہا سال تک ایذا رسانی کرنے والے اشرار و سفاکین کو معاف کر دینا انسانی تاریخ کا ایک بے نظیر واقعہ ہے -

نبی اکرمؐ، مکارمِ اخلاق کی تکمیل و تہذیب کی خاطر عرصۂ گیتی میں تشریف فرما ہوئے ہیں: "بعثت لاتمم مکارم الاخلاق"۔ فتیان، سیرتِ رسولؐ کے واقعات سے شجاعت، سخاوت، مہمان نوازی، جانی دشمنوں کو معافی، مظلوموں کی داد رسی، محتاجوں کی حاجت براری اور ہمہ گیر شفقت و رافت کا استناد کرتے رہے ہیں - اجتماعی جوانمردی کا ایک نمایاں پہلو، تعاونِ باہمی اور محتاجوں کی مدد ہے - آنحضرتؐ نے سن ۹ ہجری میں زکوٰۃ کے حکمِ صریح: "خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم" (الانفال ۱۰۳) نازل ہونے سے بہت قبل محتاجوں کی مالی امداد کا انتظام فرما رکھا تھا - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بہت سے مخیر لوگ، آپؐ کی تشویق و ترغیب[۱۶] سے غریب پروری کے کاموں میں مصروف تھے اور انھیں نمود و نمائش کی

---

۱۵ قاضی سلیمان مرحوم، رحمۃ للعالمین جلد اول -

۱۶ معارفِ اسلامی، نشریہ سازمانِ اوقاف، تہران، ستمبر ۱۹۶۹ء

قطعاً بے سود نہ تھی۔ مدینہ منورہ میں آکر آپؐ نے مہاجروں اور انصار کے درمیان جس قسم کے عملی تعاون کا انتظام فرمایا، اخوت و مواخات کے اس جوانمردانہ جذبہ سے دنیا کی تاریخ عاری نظر آتی ہے ؎ غالباً اسی مناسبت سے فتیان ایک دوسرے کو "اخ" کہتے رہے اور "اخیت" تاریخ فتوت کا ایک اہم باب بن گئی۔

(باقی آئندہ)

یادگارِ شبلی : از ڈاکٹر شیخ محمد اکرام

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی کو ہمارے ادب اور علمی و فکری تاریخ میں جو بلند مقام حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ان کے احوالِ زندگی سید سلیمان ندوی مرحوم نے ۱۹۴۳ء میں حیاتِ شبلی میں جمع کیے تھے۔ تصانیف کے بارے میں وہ ایک علیحدہ کتاب لکھنا چاہتے تھے لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر محمد اکرام کی اس کتاب "یادگارِ شبلی" میں نہ صرف مکمل حالاتِ زندگی ہیں (اور اس ضمن میں وہ مواد سمیٹ لیا گیا ہے جو حیاتِ شبلی کی اشاعت کے بعد شائع ہوا، یا سید صاحب کو کسی وجہ سے دستیاب نہ ہو سکا) بلکہ علامہ شبلی کی ہر اہم کتاب پر علیحدہ تفصیلی تبصرہ بھی شامل ہے۔

علامہ شبلی ایک جامع حیثیات ہستی تھے۔ وہ بہ یک وقت اعلیٰ درجہ کے مصنف، معلم، مورخ، شاعر اور سیاست دان تھے۔ انھوں نے سولہ برس علی گڑھ کالج میں سر سید کے دستِ راست کی حیثیت سے گزارے اور علی گڑھ تحریک کے رکنِ رکین رہے لیکن وہ ندوۃ العلما کے بھی "جزو غالب" تھے اور علما کی تنظیم اور قدیم کی پاسداری کے لیے عمر بھر سرگرمِ عمل رہے۔

یادگارِ شبلی اس جامع حیثیات ہستی کی زندگی، کارناموں اور تصانیف کے طویل اور غائر مطالعہ کا ماحصل ہے۔ انشاء اللہ اس سے نہ صرف شبلی شناسی کی نئی راہیں کھلیں گی بلکہ قوم کے فکری مسائل سمجھنے اور ان کا مناسب حل تلاش کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ ضخامت: ۴۶۸ صفحات۔ قیمت ۱۴ روپے

ملنے کا پتہ : ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور

پروفیسر خالد علوی

رسولِ اکرمؐ بحیثیت سربراہِ خاندان

(۴)

آنحضرتؐ کی پدری شفقت کے مظاہر کی تفصیل کتب حدیث وسیر میں موجود ہے:

عن انس بن مالک: قال دخلنا مع رسول اللہ علی ابی سیف القین وکان ظئرًا لابراھیم فاخذ رسول اللہ ابراھیم فقبلہ وشمہ ثم دخلنا علیہ بعد ذٰلک وابراھیم یجود بنفسہ فجعلت عینا رسول اللہ تذرفان فقال لہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ وانت یارسول اللہ فقال یاابن عوف انہا رحمۃ ثم اتبعھا باخری فقالؐ ان العین تدمع والقلب یحزن ولانقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون[1]

انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہؐ کے ساتھ ابوسیف لوہار کے پاس پہنچے جو ابراہیم کی دودھ پلائی ماں کے شوہر تھے۔ رسول اللہؐ نے ابراہیم کو پکڑا ان کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر پیار کیا۔ پھر اس کے بعد ابویوسف کے پاس پہنچے اور اس وقت ابراہیم اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر رہے تھے۔ رسول اللہؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا۔ کیا آپ بھی یا رسول اللہؐ رو رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اے ابن عوف یہ تو شفقت ورحمت ہے پھر آپ رو دیئے۔ فرمایا آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی بات جس سے ہمارا رب راضی ہے اور ہم اے ابراہیم تمھارے فراق کے باعث غمگین ہیں۔

ابن سعدؓ نے ارشاد رسول اکرمؐ کے اسی مفہوم کو مختلف روایتوں میں[2] الفاظ کے تھوڑے سے رد و بدل

---

[1] بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی انا بک لمحزونون۔ ج ۱، ص ۵۸۔

[2] ابن سعد ج ۱ ص ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰۔ ابن عبدالبر نے بھی یہی کچھ بیان کیا ہے۔ الاستیعاب ج ۱ ص ۲۳، ۴، ۴۵، ۴۶

کے ساتھ مفصل بیان کیا ہے۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبد الرحمٰنؓ بن عوف قال: اخذ رسول اللہ بیدی فانطلق بی الی النخل الذی فیہ ابراھیم، فوضعہ فی حجرہ وھو یجود بنفسہ فذرفت عیناہ، فقلت لہ: اتبکی یا رسول اللہ! اولم تنہ عن البکاء قال: انما نھیت عن النوح عن صوتین احمقین فاجرین، صوت عند نعمۃ لھو ولعب ومزامیر شیطان، وصوت عند مصیبۃ خمش وجوہ وشق جیوب ورنۃ شیطان۔ قال: قال عبداللہ بن نمیر فی حدیثہ: انما ھذا رحمۃ ومن لا یرحم لا یرحم، یا ابراھیم لولا انہ امر حق ووعد صادق وانھا سبیل مأتیۃ وان اخرنا سنلحق اولنا لحزنا علیک حزنا ھو اشد من ھذا وانا بک لمحزونون تدمع العین ویحزن القلب ولا نقول ما یسخط الرب عزّ وجل [۵۳]

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں: رسول اللہؐ میرا ہاتھ پکڑ کے اس نخلستان کو لے چلے جہاں ابراہیم لیٹے تھے، ان کا دم نکل ہی رہا تھا کہ آپؐ نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ آنحضرتؐ یہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ گریاں ہیں؟ کیا آپؐ نے گریہ و بکا سے منع نہیں کیا تھا؟ فرمایا: میں نے نوحے کی ممانعت کی تھی دو احمقانہ و فاجرانہ آوازوں کی ممانعت کی تھی، ایک وہ آواز جو عیش و نعمت کے وقت بلند ہو جو لہو و لعب اور مزامیر شیطان ہے۔ اور دوسری وہ آواز جو مصیبت کے وقت نکلے جو چہروں کا خراشنا، جیب و دامن پھاڑنا، اور شیطان کی جھنکار ہے۔ حدیبیہ میں عبداللہ بن نمیر نے (اسی ذیل میں آنحضرتؐ کا یہ فقرہ بھی) بیان کیا۔ یہ تو فقط رحم کی بات ہے اور جو خود رحم نہیں کرتا اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا۔ اے ابراہیم اگر یہ (موت کا معاملہ) امرِ حق نہ ہوتا، اگر یہ وعدہ صادقہ نہ ہوتا، اگر یہ ایسا راستہ نہ ہوتا جس پر سبھی کو چلنا ہے اور ہم میں جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی اگلوں کے ساتھ عنقریب شامل ہو جانے والے ہیں تو ہم تجھ پر اس سے کہیں زیادہ اظہارِ افسوس کرتے۔ اور حقیقت میں ہم تیرے واسطے رنجیدہ ہیں۔ آنکھیں آنسو بھر رہی ہیں۔ دل رنج سے لبریز ہے اس پر ہم ایسی بات نہیں

---

[۵۳] ابن سعد ج ۱ ص ۱۳۸

کہتے جو اللہ کی خفگی کا باعث ہو۔

غور فرمائیے اس میں ذاتی تاثر کی کتنی شدت ہے؟ اور شخصی تعلق کا کیسا اظہار ہے؟ آپؐ کے دوسرے صاحب زادے جس وقت فوت ہوئے اس کا صحیح ریکارڈ موجود نہیں اس لیے ذاتی تاثرات کا پتہ نہیں چلتا۔ حدیث کی کتابوں سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی کنیت اپنے بیٹے قاسم کے نام سے تھی اور آپؐ نے بالصراحت یہ فرمایا تھا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو ـــــ بخاری میں ہے:

عن جابرؓ: قال: ولد لرجل منا غلام فسماہ القاسم فقالوا لا نکنیہ حتیٰ نسأل النبیؐ فقال سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی[۵۴]

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا لوگوں نے کہا ہم تمھیں ابو القاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے جب تک کہ آنحضرتؐ سے دریافت نہ کرلیں آپؐ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

آپؐ کو اپنی بیٹیوں کے ساتھ جو محبت و شفقت تھی اس کا ریکارڈ بھی حدیث و سیرت کی کتنی کتابوں میں محفوظ ہے۔ حضرت زینب کے شوہر گرفتار ہوتے ہیں۔ فدیہ کے لیے بیٹی ہار بھیجتی ہے تو حضورؐ کے ذاتی تاثر میں بیوی کی محبت اور بیٹی سے شفقت کے جذبات اپنا کام کرتے ہیں اور صحابہ کے مشورہ سے ہار واپس ہوجاتا ہے[۵۵]۔ ابو العاص دوبارہ مسلمانوں کی زد میں آتے ہیں ان کا مال لوٹا جاتا ہے اور وہ حضرت زینب کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ حضورؐ اپنے رفقا سے فرماتے ہیں، اگر مناسب سمجھو تو ابو العاص کا مال واپس کردو۔ پھر تسلیم کی گردنیں جھک گئیں اور ایک ایک دھاگا تک لاکر واپس کردیا گیا۔ ابو العاص اس سے اتنا متاثر ہوتے ہیں کہ اسلام کا اعلان کردیتے ہیں[۵۶] نبی اکرمؐ ابو العاص کے متعلق ہمیشہ اچھی رائے کا اظہار کرتے رہے کیونکہ انھوں نے حضرت زینب کو کبھی دکھ نہیں دیا[۵۷]

---

۵۴ بخاری کتاب الادب باب قول النبیؐ سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی، ج ۴، ص ۵۶۔

۵۵ ابن ہشام ج ۲ ص ۳۰۸   ۵۶ ایضاً ص ۳۱۳

۵۷ ایضاً صہ ۳۰۸، الاصابہ ج ۴ ص ۳۰۹، ذکر زینب، الاستیعاب علی حاشیۃ الاصابہ ج ۴ صہ ۳۰۶

حضرت رقیہ حضرت عثمان کی معیت میں ہجرت حبشہ کے لیے روانہ ہوئیں تو آپؐ فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیدہ انہ اول من ہاجر بعد ابراھیم ولوط ان عثمان اول من ھاجر باھلہ[۵۸]

حضرت ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بی بی کو لے کر ہجرت کی۔

حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوتا ہے تو حضورؐ ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کرتے ہیں[۵۹] اصحابِ سیر نے اس واقعہ کو جس طرح نقل کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک باپ اپنی بیٹی کے لیے کس طرح مناسب رشتہ کی آرزو رکھتا ہے۔ بیٹی کے سلسلے میں ایک والد کی نفسیات کا اس سے بہتر اظہار ممکن نہیں۔ حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

فی الحدیث الصحیح عن سعید ابن المسیب قال تایم عثمان من رقیۃ بنت رسول اللہ وتایمت حفصۃ من زوجھا فمر عمر بعثمان فقال لہ ھل لک فی حفصۃ وکان عثمان قد سمع رسول اللہ یذکرھا فلم یجبہ فذکر ذلک عمر للنبیؐ فقال: ھل لک فی خیر من ذلک؟ اتزوج انا حفصۃ وازوج عثمان خیرا منھا: ام کلثوم[۶۰]

حدیث صحیح میں سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رقیہؓ بنت رسول اللہؐ کی وفات کی وجہ سے عثمانؓ اکیلے ہو گئے اور حفصہ اپنے خاوند کی وفات کے باعث بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے حفصہؓ کے نکاح کا ذکر کیا اور عثمانؓ نے رسول اللہؐ کو حفصہؓ کے متعلق بات کرتے سنا تھا اس لیے عمر کو کوئی جواب نہ دیا حضرت عمرؓ نے یہ بات حضورؐ سے بیان کی تو آپؐ نے فرمایا: تمھیں اس سے بہتر رشتہ بتاؤں میں حفصہؓ سے شادی کر لوں اور عثمان کی حفصہ سے بہتر یعنی ام کلثومؓ سے شادی کرا دوں۔

ام کلثوم کے انتقال کے موقع پر آپؐ بے حد غمگین تھے۔

---

۵۸ الاصابہ ج ۳ ص ۲۹۶ ذکر رقیہ۔

۵۹ الاستیعاب علی حاشیۃ الاصابہ ج ۴، ص ۲۹۳، الاصابہ ج ۴ ص ۲۹۶ انساب الاشراف ج ۱، ص ۴۰۳۔

۶۰ الاستیعاب علی حاشیۃ الاصابہ ج ۴، ص ۲۹۳۔

عن انس : قال رأیت النبیؐ علی قبرھا فرأیت عینیہ تدمعان ۔[۱۱]

انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو ان کی قبر پر دیکھا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ۔

عثمانؓ نے آپؐ کی بیٹیوں سے جو حُسنِ سلوک کیا آپؐ نے اس کی ہمیشہ قدر کی ۔ ام کلثوم کی وفات پر حضرت عثمانؓ روتے ہیں تو حضور بڑی شفقت سے رونے کا سبب دریافت کرتے ہیں ؟ حضرت عثمانؓ محسوس کرتے ہیں کہ ام کلثومؓ کی وفات سے رشتہ صہر منقطع ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا :

کلا انہ لا یقطع الصھر الموت انما یقطعہ الطلاق ولو کانت عندنا ثالثۃ ، لزوجناک ۔[۱۲]

ہرگز نہیں ، موت سسرالی رشتے کو منقطع نہیں کرتی ۔ اسے تو صرف طلاق ختم کرتی ہے ۔ اگر ہماری تیسری بیٹی ہوتی تو آپؐ سے شادی کر دیتے ۔

حضرت عثمان ، رقیہ کی وفات پر بھی بہت روتے اور قبر پر جاتے تھے ۔ حضورؐ نے فرمایا :

ان جبریل امرنی ان ازوجک اختھا علی مثل مھر اختھا ۔[۱۳]

جبریل نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ سے متوفیہ کی بہن کو اسی جتنے مہر پر نکاح کر دوں ۔

آپؐ کو اپنی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ سے بے حد پیار تھا ۔ آپؐ نے مختلف مواقع پر اُن سے اپنے قلبی تعلق کا اظہار فرمایا :

قال النبیؐ فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ ۔[۱۴]

آپؐ نے فرمایا فاطمہ خاتونانِ جنت کی سردار ہے ۔

عن المسور بن مخرمۃ : ان رسول اللہؐ قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی ۔[۱۵]

---

[۱۱] الاصابہ ج ۴ ، ص ۴۶۶ ۔

[۱۲] انساب الاشراف ج ۱ ص ۴۰۱ [۱۳] ایضاً

[۱۴] بخاری کتاب المناقب باب مناقب فاطمہ ج ۲ ص ۱۰

[۱۵] ایضاً ۔

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو غضب ناک کیا اس نے مجھ کو غضب ناک کیا۔

عن ام سلمةؓ: ان رسول اللہ ؐ دعا فاطمة عام الفتح فناجاھا فبکت ثم حدثھا فضحکت فلما توفی رسول اللہ سألتھا عن بکائھا وضحکھا قالت اخبرنی رسول اللہ انہ یموت فبکیت ثم اخبرنی انی سیدة نساء اھل الجنة الا مریم بنت عمران فضحکت (رواہ الترمذی) [16]

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فتح مکہ کے سال فاطمہ کو اپنے پاس بلایا اور آہستہ آہستہ ان سے کچھ باتیں کیں جن کو سن کر فاطمہ رونے لگیں۔ پھر آپؐ نے دوبارہ ان سے گفتگو کی اور وہ ہنسنے لگیں پھر جب رسول اللہؐ وفات پا گئے تو میں نے ان کے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ فاطمہؓ نے کہا رسول اللہ نے مجھ کو اپنی موت سے آگاہ کیا تھا جس کو سن کر میں رونے لگی۔ پھر آپؐ نے مجھ کو فرمایا کہ میں مریم بنت عمران کے سوا جنت کی ساری عورتوں کی سردار ہوں تو میں ہنسنے لگی۔

حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قال اما ترضین ان تکونی سیدة نساء ھذہ الامة او نساء العالمین؟ قالت فضحکت۔ [17]

کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ اس امت یا تمام دنیا کی عورتوں کی سردار بن جاؤ؟ وہ کہتی ہیں کہ فاطمہ ہنس پڑیں۔

کانت اذا دخلت علی النبیؐ قام الیھا فقبلھا واجلسھا فی مجلسہ [18]

حضرت فاطمہؓ جب آپؐ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو کھڑے ہو جاتے۔ ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست گاہ سے ہٹ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔

آپؐ کا معمول تھا جب کبھی سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے

---

[16] مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب ص ۵۷۴

[17] ابن سعد ج ۸ ص ۲۷ باب بنات النبی

[18] مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل فاطمہ ج ۶ ص ۱، ترمذی ابواب المناقب باب مناقب فاطمہ ج ۲ ص ۲۷

اور سفر سے واپس آتے تو جو شخص سب سے پہلے باریاب خدمت ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہؓ ہی ہوتیں۔ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کیا۔ ابن سعدؒ نے واقعہ نکاح کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

فدعا بماء فی اناء فغسل فیه یدیه ثم دعا علیا فجلس بین یدیه فنضح علی صدره من ذالک الماء و بین کتفیه، ثم دعا فاطمة فجاءت بغیر خمار تعثر فی ثوبها، ثم نضح علیها من ذلک الماء[19]

آپؐ نے برتن میں پانی منگوایا۔ اس میں اپنے ہاتھ دھوئے۔ پھر علیؓ کو بلایا وہ آپؐ کے سامنے بیٹھ گئے۔ آپ نے اس پانی میں سے آپ کے سینے اور کندھوں پر چھڑکا۔ پھر فاطمہؓ کو بلایا اور وہ اوڑھنی کے بغیر لڑکھڑاتی ہوئی آئیں تو آپ نے اس پانی میں سے فاطمہؓ پر بھی کچھ چھڑکا۔

حضور نبی اکرمؐ کو اپنے نواسوں اور نواسیوں سے بھی بے حد محبت تھی۔ محبت کے اس فطری جذبے کے اظہار سے آپ نے کبھی گریز نہیں کیا اور نہ اس اظہار کو پیغمبرانہ عظمت کے خلاف سمجھا۔ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے عبداللہ[20] کا انتقال ہوتا ہے تو آپ غمزدہ ہو جاتے ہیں۔ بلاذری کہتے ہیں:

و اما عبد اللہ بن عثمان: فان رسول اللہ وضعه فی حجرة ودمعت علیه عینیه.... وصلی علیه رسول اللہ ﷺ و نزل عثمان فی حفرته[21]

اور عبداللہ بن عثمانؓ رسول اللہؐ کی گود میں تھا اور اس پر آپؐ کے آنسو بہہ رہے تھے.... حضورؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور عثمانؓ نے اسے قبر میں اتارا۔

صحیح بخاری میں ہے:

عن اسامة بن زید: قال ارسلت ابنة النبیؐ ان ابنا لی قبض فائتنا

---

[19] ابن سعد ج ۸ ص ۲۴ ذکر بنات رسول اللہ

[20] عبداللہ، رقیہؓ کے بطن سے تھے۔

[21] ایضاً، ص ۱۰۴

فارسل یقرئ السلام و یقول ان اللہ ما اخذ و لہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب .... فقام و معہ سعد بن عبادۃ و معاذ بن جبل وابی بن کعب و زید بن ثابت و رجال فرفع الی رسول اللہ الصبی ونفسہ تتقعقع ..... ففاضت عیناہ فقال سعد۔ یا رسول اللہ ما ھذا فقال ھذہ رحمۃ جعلھا اللہ فی قلوب عبادہ و انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء۔[۲۲]

اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا وفات پا گیا ہے اس لیے آپ تشریف لائیں آپ نے اس کا جواب کہلا بھیجا کہ سلام کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کی جو چیز تھی وہ لے لی اور اس کی ہے وہ چیز جو اس نے دی اور ہر شخص کی ایک مدت مقرر ہے اس لیے صبر کرنا چاہیے .... آپؐ کھڑے ہوئے، آپؐ کے ساتھ سعد بن عبادہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ اور کچھ دیگر حضرات تھے۔ وہ لڑکا رسول اللہؐ کے پاس لایا گیا اور اس کی سانس اکھڑ رہی تھی.... پس آپؐ کی دونوں آنکھیں بہنے لگیں۔ سعدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ رحم کرنے والے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

حضرت زینبؓ کی بیٹی امامہ سے آپ بڑی شفقت فرماتے حتیٰ کہ نماز میں بھی وہ کندھے پر سوار رہتی۔

عن ابی قتادۃ: قال خرج علینا النبیؐ وامامۃ بنت ابی العاص علی عاتقہ فصلی فاذا رکع وضع و اذا رفع رفعھا۔[۲۳]

ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ امامہ بنت ابوالعاص آپؐ کے کاندھے پر تھی۔ آپؐ نے اسی حالت میں نماز پڑھی۔ جب رکوع کرتے اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے اسے اٹھا لیتے۔

عن عائشۃؓ: ان رسول اللہ اھدیت لہ ھدیۃ فیھا قلادۃ من جزع فقال: لادفعنھا الی احب اھلی الی فقالت النساء ذھبت

---

[۲۲] بخاری کتاب الجنائز باب قول النبیؐ یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ ج ا، ص ۱۵۸

[۲۳] ایضاً۔ کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ج ۴ ص ۳۷، الاصابہ ج ۴ ص ۲۳۰، الاستیعاب ج ۴، ص ۲۳۷۔

بها ابنة ابی قحافة فدعا رسول اللہ امامة بنت زینب فاعلقها فی عنقها ۲۴

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے پاس کچھ تحائف آئے، اس میں عقیق (سیاہ و سفید) کا ایک ہار بھی تھا۔ آپ نے فرمایا میں اسے اپنے محبوب ترین فرد کو عطا کروں گا۔ ازواجِ مطہرات نے کہا عائشہؓ لے جائینگی مگر آپؐ نے (اپنی نواسی) امامہ بنت زینب کو بلایا اور اس کے گلے میں ڈال دیا۔

عن عائشة رضؓ: ان النجاشی اهدیٰ الی النبیؐ حلیة فیها خاتم من ذهب فصه حبشی فاعطاه امامة ۲۵۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ نجاشی نے رسول اللہؐ کو زیور بھیجے۔ اس میں سونے کی ایک انگوٹھی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا آپؐ نے وہ امامہ کو عطا فرما دیا۔

اسی طرح آپؐ کو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بہت پیار تھا۔ آپؐ ان کو اٹھاتے، ان سے پیار فرماتے، ان کے لیے دعائیں کرتے، ان کی تعریف کرتے اور اپنے صحابہ کو ان سے محبت کی تلقین فرماتے۔ حدیث و سیرت کی کتابوں میں حضرت حسن اور حسین کے بہت سے فضائل و مناقب منقول ہیں۔ آپؐ ان سے پیار کرتے ہیں تو ایک دیہاتی اظہارِ تعجب کرتا ہے حضورؐ اس کی تسلّی کے لیے جواب کا نفسیاتی طریق اختیار فرماتے ہیں اور اپنے طرزِ عمل کے لیے دلیل پیش کرتے ہیں:

ان ابا هریرة قال قبل رسول اللہ الحسن بن علی وعنده الاقرع بن حابس جالسًا فقال الاقرع ان لی عشرة من الولد ما قبلت منهم احدًا فنظر الیه ثم قال من لا یرحم لا یُرحم ۲۶

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حسن بن علی کا بوسہ لیا۔ آپ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے تھے۔

---

۲۴ الاصابہ ج ۴، ص ۲۳۱، الاستیعاب، ج ۴، ص ۲۳۸۔

۲۵ الاصابہ ج ۴، ص ۲۳۱، الاستیعاب ج ۴ ص ۲۳۸

۲۶ بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد وتقبیله ج ۴، ص ۳۷۔

اقرع نے کہا میرے دس بچے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہؐ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

عن ابن عمر ..... سمعت النبیؐ یقول هما ریحانتای من الدنیا[27]

ابن عمرؓ سے روایت ہے ..... کہ انھوں نے نبی اکرمؐ کو کہتے سنا کہ یہ دونوں میری دنیا کے دو پھول ہیں۔

عن اسامة بن زید رضؓ: عن النبیؐ - انه کان یاخذه والحسن ویقول انی احبهما فاحبهما او کما قال[28]

اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ان کو اور حسن کو اپنی گود میں لیتے اور کہتے اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

عن ابی سعید: قال: قال رسول اللهؐ الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة[29]

ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے یہ حسن و حسین نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

عن اسامة بن زید: قال طرقت النبیؐ ذات لیلةٍ فی بعض الحاجة فخرج النبیؐ وهو مشتمل علی شیء لا ادری ما هو، فلما فرغت من حاجتی قلت: ما هذا الذی انت مشتمل علیه؟ فکشفه، فاذ الحسن والحسین علی ورکیه - فقال: هذان ابنای وابنا ابنتی، اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما[30]

اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میں ایک ضرورت سے رات کو نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اس حال

---

[27] بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ج ۲، ص ۳۷۔

[28] بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ج ۲، ص ۳۰۹ باب مناقب الحسن والحسین۔

[29] ترمذی مع شرح ابن العربی ابواب المناقب الحسین ج ۱۳، ص ۱۹۱۔

[30] ایضاً ص ۱۹۳۔

میں باہر آئے کہ ایک چیز کو لپیٹے ہوئے تھے جس سے میں واقف نہ تھا۔ جب آپؐ سے میں اپنی ضرورت عرض کر چکا اور اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو میں نے عرض کیا۔ حضورؐ آپ یہ کیا چیز اُٹھائے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے اس چیز کو کھولا تو وہ حسن و حسین تھے جو آپؐ کے دونوں کولھوں یا بغلوں میں تھے اور آپؐ ان پر چادر ڈالے ہوئے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو شخص ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔

عن ابن عمرؓ: ان رسول اللہ قال: الحسن والحسین ھما ریحانی من الدنیا۔[۳۱]

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا حسن اور حسین میری دنیا کے دو پھول ہیں۔

ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ خطبہ دے رہے ہیں اور ان بچوں پر نظر پڑی ہے تو سلسلۂ کلام منقطع کر کے انھیں اٹھا لیا ہے۔ ذیل کی احادیث اس امر کا ثبوت ہیں۔

عن عبد اللہ بن بریدۃ: قال سمعت ابی بریدۃ یقول کان رسول اللہ یخطبنا اذ جاء الحسن والحسینؑ علیھما قمیصان احمران یمشیان و یعثران فنزل رسول اللہ من المنبر فحملھما و وضعھما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ نظرت الی ھذین الصبیین یمشیان و یعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی۔[۳۲]

عبد اللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے والد بریدہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حسن اور حسین آ گئے جو اس وقت سرخ کرتے پہنے ہوتے تھے۔ چلتے تھے اور گر پڑتے تھے آپؐ منبر سے اُترے، ان دونوں کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں (یعنی آزمائش کی چیزیں ہیں) میںؐ نے دونوں بچوں کو دیکھا کہ یہ چلتے ہیں اور گر پڑتے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کو قطع کر دیا۔

ایک دفعہ امام حسن یا حسین (راوی کو یقینی طور سے یاد نہیں رہا) آپ کے قدم پر قدم رکھ کر کھڑے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اوپر چڑھ آؤ۔ انھوں نے آپؐ کے سینے پر قدم رکھ دیے آپؐ نے منہ چوم کر فرمایا۔ اے

۳۱؎ مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب اہل البیت ج ۳ ص ۲۶۰ مطبوعہ دمشق

۳۲؎ ترمذی، ابواب المناقب باب مناقب الحسن والحسین ج ۲ ص ۱۹۴